مہر کی شرعی حیثیت

حسب ارشاد

حضرت مولانا مظاہر الحق مدظلہ

خلیفہ محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی

تالیف

مفتی افتخار الحسن قاسمی جٹ پوری
استاذ دار العلوم محمدیہ، گدرپور

Scanned by CamScanner

مہر کی شرعی حیثیت

مرتب

مفتی افتخار الحسن قاسمی جٹ پوری

مدرسہ دار العلوم محمدیہ قصبہ گدر پور (اترا کھنڈ)

ناشر

اقبال حرم ایجوکیشنل سوسائٹی ہردوار روڈ جٹ پورہ (بوڑہ)

تحصیل نجیب آباد (بجنور)

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب.......................مہر کی شرعی حیثیت

مؤلف......................مفتی افتخار الحسن قاسمی

صفحات......................۵۴

اشاعت باردوم......................۱۱۰۰

ناشر......................اقبال حرم ایجوکیشنل سوسائٹی

ملنے کا پتہ

مدرسہ دارالعلوم محمدیہ گدرپور اودھم سنگھ نگر (اتراکھنڈ)

Scanned by CamScanner

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: امابعد

چند سال قبل یہ رسالہ جمعیۃ البر الرحمۃ مدرسہ دارالعلوم محمدیہ گدر پور سے شائع کیا گیا تھا، چند ہی مہینوں میں رسالہ نایاب ہو گیا، قارئین کرام اور دوست واحباب کی جانب سے اگرچہ متعدد بار اس کی اشاعت کا تقاضہ کیا گیا مگر دوبارہ اشاعت کی نوبت نہ آ سکی۔

اب اقبال حرم ایجوکیشنل سوسائٹی جٹ پورہ (بجنور) کی جانب سے اس کتابچہ کو دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے، حضرات علمائے کرام اور ائمہ عظام سے گذارش ہے کہ اگر مناسب سمجھیں تو اس کو اپنی مجالس میں یا نماز کے بعد مقتدیوں کو تھوڑا تھوڑا پڑھ کر سنائیں، تاکہ امت مسلمہ سے اس خرابی کو دور کیا جا سکے، اور ہمارے وہ بڑے جو ابھی تک دین مہر میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اس قرض سے چھٹکارا پا سکیں۔

اللہ اس کتابچہ کو عند الناس مقبول فرمائے، اور مرتب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے (آمین)

افتخار الحسن قاسمی جٹ پوری

☆فہرست مضامین☆

☆پیش لفظ.. ۳
☆معاشرہ میں نکاح کی حیثیت... ۷
☆مہر کی تعریف.. ۹
☆بغیر مہر کے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے.................................... ۱۰
☆مہر کے وجوب کی حکمت.. ۱۱
☆مہر کی شرعی مقدار.. ۱۲
☆مہر میں تفاوت.. ۱۳
☆مہر فاطمی کی مقدار.. ۱۴
☆متوسط مہر کی افضلیت.. ۱۸
☆برکت والا نکاح.. ۱۹
☆مہر کی زیادتی عزت کا سبب نہیں.. ۲۱
☆کثرت مہر محض رسم پرستی ہے... ۲۲
☆ہمت سے زیادہ مہر قبول کرنا شرعا منع ہے................................. ۲۳

Scanned by CamScanner

☆☆مہر کثیر کے مفاسد☆☆

☆(۱)عداوت ونفرت...۲۴
☆(۲)فخر و مباہات...۲۶
☆(۳)بیوی کو زرخرید باندی سمجھنا...۲۷
☆(۴)فواحش کا فروغ...۲۹
☆(۵)بیماریوں کا ہجوم...۳۰
☆(۶)غرباء کو ان کے حق سے محروم کرنا...۳۱
☆امہات المؤمنین کے مہر کی تفصیل...۳۲
☆مہر ادا نہ کرنے والے زانی کے مثل ہیں...۳۳
☆مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھنے والا خائن اور چور ہے...۳۸

☆☆مہر کے کچھ مسائل☆☆

☆قسط وار مہر کی ادائیگی...۴۱
☆بوقت ادائیگی گواہوں کا ہونا...۴۲
☆بوقت نکاح مہر متعین نہیں ہوا...۴۳

Scanned by CamScanner

☆نکاح خواں نے بھول کر مقدار مہر بڑھادی ۴۳
☆نکاح کے بعد مہر میں کمی زیادتی کرنا ۴۴
☆زیورات کے ذریعہ ادائیگی مہر ۴۴
☆سالوں بعد مہر کی ادائیگی ۴۵
☆متعینہ چیز کے علاوہ کوئی اور چیز مہر میں دینا ۴۶
☆ہر چیز مہر بن سکتی ہے ۴۷
☆نکاح کے فوراً بعد شوہر کا انتقال ہوگیا ۴۷
☆مطلقہ غیر مدخولہ کا مہر ۴۸
☆مہر میں کمی و زیادتی کرنا ۴۸
☆عورتوں کا مہر مانگنا کوئی عیب نہیں ۴۹
☆مہر و نان و نفقہ دونوں الگ الگ حقوق ہیں ۴۹
☆دین مہر مانع وجوب زکوۃ نہیں ۵۰
☆جبراً مہر معاف کرانا ۵۰
☆شوہر کی وفات کے بعد مہر معاف کرانا ۵۱
☆ولی کا مہر پر قبضہ کرنا ۵۲

Scanned by CamScanner

معاشرہ میں نکاح کی حیثیت

معاشرتی زندگی میں نکاح کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے ،شریعت اسلامی نے انسانی فطرت کا خیال رکھتے ہوئے نکاح کو مرد اور عورت کے درمیان انجام پانے والا قابل احترام عقد اور معاہدہ قرار دیا ہے ،نکاح کے ذریعہ دو اجنبی مرد و عورت ایک ساتھ مودت و محبت اور اعتماد کی فضا میں زندگی گذارنے کا فیصلہ کرتے ہیں ،اسلام رشتہ نکاح کو چونکہ پائیدار اور مستحکم دیکھنا چاہتا ہے؛اسی لئے اس نے نکاح کے ساتھ ایسی شرطیں عائد کی ہیں جن کے نتیجہ میں رشتہ نکاح دائمی رفاقت کی شکل اختیار کرلے اور میاں بیوی کے عائلی حقوق کا پورا پورا تحفظ ہو سکے۔

پھر جب مرد و عورت اس مضبوط بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو دونوں پر ایک دوسرے کے کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں جنکا ادا کرنا شریعت کی رو سے ضروری ہوتا ہے،ان حقوق و فرائض کو شریعت نے کلیۃً فریقین کی رضامندی پر نہیں چھوڑا ہے ،کہ وہ دونوں عقد نکاح کرتے وقت اپنے حقوق فرائض جس طرح چاہیں طے کرلیں ،بلکہ

Scanned by CamScanner

مقاصد نکاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اور دونوں کی فطرت وصلاحیت کو مد نظر رکھ کر دونوں کے کچھ حقوق فرائض خود اللہ تعالی نے متعین فرما دیے ہیں، تا کہ مضبوط فریق کمزور فریق کا استحصال نہ کر سکے، اور فریق ثانی کی کمزوری اور مجبوری دیکھ کر اپنے فرائض سے گریز کی راہ نہ اپنائے۔

لیکن یہ معاشرہ کی عام وباء بن چکی ہے کہ مرد اپنے حقوق تو عورت سے زبردستی وصول کر لیتا ہے، مگر وہ کبھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتا ہے کہ اس کے اوپر بھی عورت کے کچھ حقوق ہیں یا نہیں، ادھر عورت چونکہ فطرتا مرد کے مقابلے کچھ کمزور واقع ہوئی ہے مزید برآں نکاح کے معاملے میں اس کی باگ ڈور مرد کے حوالے کر دی گئی، عورت کی اس مجبوری کا بھرپور فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اور نتیجتاً وہ اپنے تمام حقوق سے محروم کر دی جاتی ہے، اور وہ خود اس قدر مجبور ہوتی ہے کہ اپنے جائز حقوق کا مطالبہ تو درکنار روزمرہ کی ضرورتوں کا اظہار بھی نہیں کر پاتی، کیونکہ مرد بھی اپنی مردانگی اسی میں سمجھتا ہے کہ عورت کو نا جائز ستایا جائے، اسکی کسی بات پر دھیان نہ دیا جائے، عورت خاموش تماشائی بنی ان تمام

Scanned by CamScanner

ظلم وستم کو برداشت کرتی رہتی ہے، وہ یہ بات اچھی طرح جانتی ہے کہ اس کی زندگی کی رونق اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک وہ ہر جائز وناجائز امر میں شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہے۔اور کبھی اس کے برعکس بیوی شوہر پر بیجا ظلم کرتی نظر آتی ہے،اور مرد بیچارہ عورت کے سامنے کاٹھ کے الو کی طرح زندگی گذارتا ہے، بس جہاں گھر میں گھسا ایک قیامت برپا ہوجاتی ہے،اور اس طرح دونوں کی زندگی تباہ ہوجاتی ہے، نہ تو مرد ہی چین سے جی پاتا ہے اور نہ عورت ہی آرام کی زندگی بسر کرپاتی ہے۔

اس لئے ذیل میں میاں بیوی کے کچھ اہم حقوق کو قلم بند کیا جارہا ہے تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو پہچان کر ان کی ادائیگی کی فکر کریں اور اپنی گردن اس عذاب سے بچائیں جو آخرت میں کسی کا حق دبانے پر دیا جائیگا

مہر کی تعریف

مہر وہ مال کہلاتا ہے جو بوقت نکاح شوہر پر واجب ہوتا ہے،اور

Scanned by CamScanner

اس کی حقدار عورت ہوتی ہے۔ پھر اگر مہر کا اسی وقت دینا طے ہوا ہو تو فوری طور پر ادائیگی ضروری ہوتی ہے ورنہ اس کو ادھار بھی کیا جا سکتا ہے۔

بغیر مہر کے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے

شریعت مطہرہ نے مہر کو نکاح کے لئے لازم اور ضروری قرار دیا ہے چنانچہ اگر کوئی آدمی بغیر مہر کے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا، قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے "وَاحلَّ لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا با موالکم "(نساء) اور حلال ہے تمہارے لئے وہ عورتیں جو اس کے علاوہ ہیں کہ تم تلاش کرو ان کو مال کے عوض۔

حضرت انس ابن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے ان کے کپڑوں پر زعفران کا اثر دیکھا تو سوال فرمایا کہ اے عبد الرحمٰن! "مھیم "(یہ کیا ہے) حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف نے جواب دیا: یا رسول اللہ! میں نے شادی کر لی ہے، آپ نے معلوم فرمایا "ما

اصدقتہا ‘‘(اس کا مہر کیا رکھا ہے)

مہر کے وجوب کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے عورت کو صنف نازک بنایا ہے،اور ہر ہر موقع پر اس کا خیال بھی کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کبھی باپ پر اور کبھی بیٹے پر اس کے حقوق عائد کر دیے گئے ہیں تا کہ ہر جگہ اس عظیم ہستی کی اہمیت قائم رہے ، بوقت نکاح بھی اس چیز کا خیال رکھا گیا ہے کہ مرد پر اس کی اہمیت کی خاطر کچھ رقم بطور مہر کے واجب قرار دی ہے تا کہ عورت کی وہ حقیقی عزت باقی رہے جس کی وہ صحیح معنوں میں حقدار ہے اور مرد اس کو ہدیے یا تحفہ میں بھیجی گئی کوئی شئی یا لوٹ کا مال نہ سمجھنے لگے کہ جیسے ہدیہ یا مال مفت کی کوئی قدر نہیں ہوتی ہے وہ عورت کی بھی اسی طرح ناقدری کرنے لگے بلکہ اس کو علم ہو جائے کہ عورت ایک قیمتی شئی ہے جس کے بہت سے حقوق اس کے اوپر عائد ہو چکے ہیں اور صرف ابھی نہیں بلکہ زندگی بھر ان حقوق کی ادائیگی کرتے رہنا ہے۔اس کے علاوہ ایک حکمت مہر کے

وجوب کی یہ بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ دونوں میں ان بن ہو جائے اور زندگی ایک ساتھ بتانا مشکل ہو جائے اور طلاق وغیرہ کی نوبت آجائے تو مہر کی رقم سے عورت کی زندگی کے کچھ ایام گذارنے کا سامان ہو سکتا ہے اور اس طرح وہ کسی پر بوجھ نہیں بنے گی، اسے در در کی ٹھوکریں نہیں کھانی پڑیں گی، وہ معاشرہ میں باعزت زندگی گذار سکتی ہے۔

مہر کی اقل مقدار

شرعی اعتبار سے مہر کی اقل مقدار علماء احناف کے نزدیک دس درہم ہیں جس کا وزن موجودہ زمانے کے گراموں کے لحاظ سے تیس (۳۰) گرام چھ سو اٹھارہ (۶۱۸) ملی گرام بنتا ہے اگر کوئی آدمی اس سے کم مہر متعین کرتا ہے خواہ روپے متعین کیے جائیں یا کوئی اور سامان جس کی قیمت ساڑھے تین تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہو تو اس تعیین کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائیگا اور اتنے روپے ادا کرنا ضروری ہوگا جو چاندی کی اس مقدار کو پہونچ جائیں، حضورؐ کا فرمان ہے: "لا مھر اقل من عشرۃ دراھم" (مہر دس درہم سے کم نہیں ہے) البتہ زیادہ کی کوئی مقدار

Scanned by CamScanner

شریعت نے متعین نہیں فرمائی ہے، بلکہ ہر آدمی کو اس کا اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق مہر متعین کرے ،فریقین جس مقدار کو مناسب سمجھیں وہ مقدار مہر کی رکھی جاسکتی ہے ،شریعت نے اس سے منع نہیں فرمایا ہے۔

مہر میں تفاوت

چونکہ شریعت نے مقدار کی کوئی تحدید نہیں فرمائی ،لہذا مہر کی مقدار میں تفاوت بھی ہوسکتا ہے مثلا ایک لڑکی کا مہر دو ہزار روپے متعین ہوا تو یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ دوسری لڑکی کا مہر بھی اتنا ہی رکھا جائے ،چونکہ عورتیں مختلف صفات کی حامل ہوتی ہیں ،مثلا ایک بہت زیادہ حسین وجمیل اور خوبصورت ہے،دوسری اس کے مقابلے بدصورت ہے ،یا مثلا ایک سارا کام کاج بحسن وخوبی انجام دیتی ہے،دوسری نہایت سست ہے،ہروقت بستر پر پڑی رہنے والی ہے ،یا ایک کے اندر صفائی ستھرائی کا وصف نمایاں ہے،دوسری میں یہ چیز نہیں ہے،وغیرہ وغیرہ ،تو چونکہ عورتیں صفت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اس لئے ظاہری بات

Scanned by CamScanner

ہے کہ ہر ایک کا مہر برابر نہیں ہو سکتا ہے، لازمی طور سے مہروں میں تفاوت ہوگا۔

مہر فاطمی کی مقدار

اگر آدمی کے اندر وسعت و گنجائش ہے اور وہ آسانی کے ساتھ گراں مہر کی ادائیگی کر سکتا ہے تو اس کے لئے اگر مہر فاطمی کی ادائیگی آسان ہو تو بہتر ہے کہ مہر فاطمی مقرر کرے، جس کی مقدار اس وقت ایک سو تیتن تولہ چاندی ہے جو موجودہ گراموں کے اوزان کے لحاظ سے پندرہ سو تیس (۱۵۳۰) گرام بنتا ہے، اس طریقے سے زیادتی بھی ہو جائیگی اور ایک سنت پر بھی عمل ہو جائیگا، ہمارے علماء اور اکابر اس کی تاکید فرماتے تھے خاص طور پر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اس کی بہت زیادہ ترغیب دیتے تھے، اگر آدمی کے پاس مہر فاطمی سے زیادہ کی گنجائش ہے اور وہ کچھ دباؤ کے ساتھ اس کو ادا کر سکتا ہے تو پھر مہر فاطمی سے زیادہ مہر مقرر کرنا بھی سنت سے خارج نہیں ہوگا۔

Scanned by CamScanner

دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں مختلف مہروں کا ثبوت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کے دور میں چار قسم کے مہر کا ثبوت ملتا ہے اور یہ چاروں اقسام آدمی کی مالی حیثیت کے لحاظ سے ہیں لہٰذا ان چاروں قسموں میں سے کوئی بھی قسم اپنی حیثیت کے اعتبار سے اختیار کی جاسکتی ہے خلاف سنت نہیں ہوگا بلکہ شریعت سے ثابت شدہ مہروں میں سے کسی ایک کے تحت ہی آئے گا۔

(۱) اقل مہر

غریب، مزدور اور نوکری پیشہ لوگ جن کا گزر بسر روزانہ کی کمائی پر ہوتا ہے، اتفاق سے اگر ہفتہ عشرہ کمائی کا سلسلہ رک جائے تو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور قرض لینے تک کی نوبت آجاتی ہے ایسے لوگوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ کم سے کم مہر اپنے نکاحوں میں باندھے جس کی مقدار ۳۰ رگرام ۶۱۸ رملی گرام چاندی ہے، ایسے لوگوں کے اوپر مہر فاطمی باندھ کر بارگراں ڈالنا دونوں خاندانوں کے لئے مشکلات کا سبب ہوتا ہے اور خلاف سنت ہونے کیا وجہ سے ناپسندیدہ ہے، ابتدائے اسلام میں

Scanned by CamScanner

چونکہ مسلمانوں پر تنگی زیادہ تھی شروع ہجرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا تو اس میں ان کا مہر دس درہم (یعنی ۳۰ر گرام ۶۱۸ رملی گرام چاندی) باندھا گیا تھا (المعجم الاوسط)۔

(۲) مہر فاطمی

دوسری قسم کا مہر جو دور نبوت اور صحابہ کرام سے ثابت ہے وہ مہر فاطمی ہے جو مسلمانوں کے درمیان بہت زیادہ شہرت یافتہ ہے، جس کی مقدار شرعی پانچ سو درہم ہے اور آج کل کے گراموں کے اوزان سے ۱۵۳۰ر گرام اور ۹۰۰ رملی گرام چاندی ہے (السنن الکبریٰ ۲ر۲۱۵) مہر کی یہ مقدار ہمارے زمانے کے ادنیٰ کے سرمایہ دار لوگ جو پانچ سات لاکھ کے مالک ہوتے ہیں ان کے لئے مسنون ہے، ایسے لوگ آسانی میں مہر میں اتنا پیسہ ادا کر سکتے ہیں اور شریعت کا اصل تقاضہ یہی ہے کہ جتنا مہر باندھا جائے اتنا ادا بھی کر دیا جائے۔

(۳) مہر ام حبیبہؓ

تیسری قسم کا مہر جو زمانہ نبوت سے ثابت ہے وہ حضرت ام حبیبہؓ کا مہر جس کی مقدار ابوداؤد اور نسائی کی روایت کے مطابق چار ہزار درہم ہیں

جو مہر فاطمی کے آٹھ گنا ہے، چنانچہ موجودہ زمانے کے گراموں کے حساب سے ۱۲۲۴۴ گرام ۹۴۴ ملی گرام ہوتا ہے، حضرت ام حبیبہ کا یہ مہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حضرت نجاشی نے ادا فرمایا تھا (ابو داؤد ار ۲۸۷): لہذا مہر کی یہ مقدار ادا کرنا ایسے لوگوں کے لئے مسنون ہوگا جو کروڑپتی ہیں، ایسے لوگوں پر یہ مقدار ادا کرنا گراں نہیں ہوگا۔

جو لوگ شادیوں کی سجاوٹ اور ڈیکوریشن پر کئی کئی لاکھ روپے خرچ کردیتے ہو اور کئی کئی لاکھ میں شادی ہال بک کراتے ہوں، ان لوگوں کے لئے مہر فاطمی کے بجائے مہر ام حبیبہ کو اپنے عمل میں لانا چاہئے ان کے لئے یہی مسنون مہر ہے۔

(۴) مہر ام کلثوم

حضرت ام کلثوم حضرت علیؓ کی بیٹی ہیں جو حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی تھیں، حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ چالیس ہزار درہم مہر پر نکاح فرمایا تھا، جو مہر فاطمی سے اسی گنا ہوتی ہے اور مہر ام حبیبہ کے دس گنا ہوتی ہے (الاصابہ ۸/ ۴۶۶)۔

جو لوگ ارب پتی، امراء، سلاطین اور بادشاہوں میں سے ہیں، ان

Scanned by CamScanner

کے لئے مہر ام کلثوم کی یہ مقدار مہر میں باندھنا خلاف شریعت اور خلاف سنت نہیں ہوگا، کیوں کہ حضرت عمر بھی خلفائے راشدین میں سے ہیں جن کا عمل سنت کے دائرہ میں آتا ہے، اور اس میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھا گیا ہے کہ حضرت عمر نے جو چالیس ہزار درہم مہر متعین کیا اس وقت ان کے پاس اس مہر کی ادائیگی کی حیثیت تھی؛ لہٰذا اگر امراء اور سلاطین میں سے کوئی اپنی بیوی کا مہر مہر ام کلثوم باندھتا ہے تو اس میں کسی بھی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے، کیوں کہ ایسے لوگ شادی کے دیگر اخراجات میں کروڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں (انوار نبوت)۔

متوسط مہر کی افضلیت

اگر چہ مہر فاطمی اور اس سے بھی زیادہ مہر کی شریعت نے اجازت دی ہے اور ''وآتیتم احداھن قنطاراً ''(اور تم ان میں سے کسی کو مال کثیر دے چکے ہو) سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ''قنطار'' دس ہزار کی تھیلی کو کہتے ہیں، لیکن ان مہروں کا جواز اسی وقت ہے جب کہ ان کی ادائیگی کی گنجائش ہو اور مہر کی زیادتی کو فخر ومباہات اور اپنی

Scanned by CamScanner

عزت ووقار کا مسئلہ نہ بنالیا جائے، فخر کے طور پر زیادہ مہر مقرر کرنا کسی بھی طبقے کے لئے پسندیدہ نہیں ہے حضرت عمرؓ نے اس سے منع فرمایا ہے، جو لوگ زیادہ مہر مقرر کر لیتے ہیں اور ابتداء ہی میں ادا نہ کرنے کی نیت ہوتی ہے انکے متعلق احادیث میں سخت الفاظ آئے ہیں، لہذا مہر نہ تو اتنا زیادہ ہو کہ جس کے ادا کرنے کی لڑکے میں وسعت ہی نہ ہو، کوشش کرتا کرتا آدمی تھک جائے اور مہر اس کے حق میں پیر کی زنجیر یا گلے کا طوق بن جائے، اور نہ اتنا کم ہو کہ جب بھی کوئی بات خلاف طبع ہوئی طلاق دے کر مہر ہاتھ پر رکھ دیا۔ بلکہ اتنا ہونا چاہئے کہ اس کی ادائیگی کا شوہر پر دباؤ بھی پڑے اور اس کے بس سے باہر بھی نہ ہو۔

برکت والا نکاح

موجودہ معاشرہ پر نظر ڈالیں تو معاملہ برعکس دکھائی دیتا ہے، عوام کا تو کہنا ہی کیا اپنے آپ کو دین دار کہلانے والے بھی اس وباء میں گرفتار ہیں کہ مہر کی مقدار زیادہ سے زیادہ متعین کی جاتی ہے، لڑکے کی حیثیت دو ہزار ادا کرنے کی ہے اور پانچ ہزار یا اس سے بھی زائد مہر متعین کر دیا جاتا ہے

Scanned by CamScanner

،اب اگر شوہر کو تھوڑا بہت دین کا شعور ہوتا ہے تو وہ اس کی ادائیگی میں گھلتا رہتا ہے اور اگر وہ خود بھی دین سے دور ہوتا ہے، دوسروں کی طرح وہ بھی بے راہ روی کا شکار ہوتا ہے تو بوقت نکاح ہی وہ عہد کر لیتا ہے کہ ادائیگی تو کرنی نہیں ہے اب چاہے ایک ہزار متعین کرو یا ایک لاکھ اس کی ذات پر کیا اثر پڑتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نکاح کی تعریف فرمائی ہے جس میں مہر کم متعین کیا جائے چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اعظم النکاح برکۃ ایسرہ معونۃ (مشکوۃ) "(سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہوتا ہے جس کا بوجھ ہلکا ہو یعنی مہر کم ہو۔) ایک اور حدیث میں ہے "من یمن المراۃ أن تیسر خطبتھا وأن یتیسر صداقھا وأن یتیسر رحمھا "(رواہ احمد) عورت کا مبارک ہونا یہ کہ اس کی منگنی کا پیغام جلد آئے ،اس کا مہر کم ہو اور اس کے بچے جلد پیدا ہو۔ نیز ایک اور حدیث ہے "ان اعظم النساء برکۃ ایسرھن معونۃ (احمد) "عورتوں میں زیادہ برکت والی وہ ہے جس کا مہر کم ہو۔

Scanned by CamScanner

مہر کی زیادتی عزت کا سبب نہیں

حضرت عمرؓ کی حدیث ہے آپ نے ارشاد فرمایا'' الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوىٰ عند الله لكان اولاكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم ،ماعلمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئاً من نسائه ولا انكح شيئاً من بناته على اكثر من ثنتى عشرة اوقية(مشكوة) ''تم عورتوں کے مہر کو زیادہ نہ کرو اس لئے کہ اگر یہ چیز دنیا میں عزت کا سبب ہوتی یا اللہ تعالی کے نزدیک تقوے کا باعث ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے،لیکن میں نہیں جانتا کہ نبی علیہ السلام نے خود اپنا نکاح یا اپنی صاحب زادیوں میں سے کسی کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ پر کیا ہو۔ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شریعت کی نظر میں مہر کی زیادہ مقدار متعین کرنا اور شوہر پر جبراً مال لازم کرنا پسندیدہ نہیں ہے،علاوہ ازیں مہر کثیر کے بہت سے

Scanned by CamScanner

مفاسد ہیں جو معاشرہ کا ناسور بنے ہوئے ہیں، اور جنکے رہتے ایک صالح معاشرہ کی تشکیل تقریبا ناممکن ہے۔

کثرت مہر محض رسم پرستی ہے

بعض لوگ مہر کثیر کے جواز کے لئے یہ مصلحت بیان کرتے ہیں کہ قلت میں ذلت ہے اور کثرت میں عزت، یہ مصلحت بالکل ہی عقل کے خلاف ہے، اس لئے کہ اولاً تو ہر قلت میں جب کہ درجہ اعتدال پر ہو ذلت نہیں، دوسرے اگر اس مصلحت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی مہر کثیر کا استحباب ثابت نہیں ہوتا، اس لئے کہ مفاسد اس میں بھی موجود ہیں، لہذا یہ مصلحت کیسے قابل قبول ہوسکتی ہے، تیسرے یہ کہ اگر اس میں ہی عزت ہے کہ مہر زیادہ ہو تو پھر اسی پر کیوں بس کیا جاتا ہے، اس سے زیادہ مقدار میں اس سے بھی زیادہ عزت ہے تو بہتر ہے کہ ہفت اقلیم کی سلطنت کا خراج اور ٹیکس مہر میں متعین کیا جائے، جب نام ہی مقصود ہے تو اچھی طرح کیوں نہ کیا جائے، حقیقت یہ ہے کہ یہ سب رسم پرستی ہے، مصالح سے اس کا دور کا بھی واسطہ

Scanned by CamScanner

نہیں ہے۔ بس ہم نے اپنی انا کو مصلحت اور حکمت کے نام دے رکھے ہیں۔

ہمت سے زیادہ مہر قبول کرنا شرعاً منع ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحابہ کے اقوال قواعد شرعیہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اپنی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں اٹھانا چاہئے چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے "لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ قیل یا رسول اللہ وکیف یذل نفسہ قال یتحمل من البلاء مالا یطیقہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کسی مومن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے" عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول وہ اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا "وہ ایسی مصیبت اٹھاتا ہے جس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے"۔

صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned by CamScanner

مہر کثیر کے مفاسد

مہر زیادہ متعین کرنے کے سلسلے میں ہمارے معاشرے میں بہت ہی زیادہ ضد اور ہٹ دھرمی پائی جاتی ہے اور کسی کا بھی اس کے مفاسد کی طرف قطعاً دھیان نہیں جاتا ہے، حالانکہ اس میں بہت سے مفاسد اور خرابیاں ہیں، جن میں سے چند کو یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) عداوت و نفرت

عموماً دیکھا گیا ہے کہ لڑکا خواہ مالدار ہو یا غریب ہر ایک اس بات کو چاہتا ہے کہ مہر کم سے کم متعین کیا جائے اور لڑکی کے اولیاء اس بات پر بضد ہوتے ہیں کہ مہر کی مقدار گراں رہے، اور ان میں کوئی بھی سمجھداری یا عقل مندی کا ثبوت نہیں دیتا ہے کہ پہلے سے یہ معاملہ آپس میں مل بیٹھ کر طے کر لیا جائے تا کہ بوقت نکاح کوئی پریشانی نہ ہو، اور نکاح کے وقت عام طور سے لڑائی کا سا ماحول پیدا ہو جاتا ہے خاص طور پر لڑکی والے اس موقع پر کچھ زیادہ ہی جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں، لوگوں

Scanned by CamScanner

کا ایک ہجوم تو صرف یہی دیکھنے کے لئے مجلس عقد میں شریک ہوتا ہے تاکہ اس سنہرے موقع سے لطف اندوز ہوا جائے لڑکے والوں کے سامنے سوائے اقرار کے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا ہے، کیونکہ دولہا کے دوست واحباب بھی وہاں پر موجود ہوتے ہیں اور کسی ایسے واقعہ کے رونما ہونے کی تلاش وجستجو میں ہوتے ہیں جس کو لے کر بعد میں اس کا مذاق بنایا جاسکے اور رشتہ داروں کا تو اس زمانے میں کہنا ہی کیا ہے، لڑکا اپنی بے عزتی سے بچنے کی خاطر چار ونا چار مہر کی کثیر مقدار پر راضی ہوجاتا ہے، لیکن چونکہ مرد کے دل میں اس بات کا احساس رہتا ہے کہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے، لہذا یہیں سے لڑائی جھگڑے کی ابتداء ہوجاتی ہے، میاں بیوی کی یہ حیات نو جو مسرتوں کے پیغام لانے والی تھی قلب کو زخمی کر کے رکھ دیتی ہے، نہ مرد کے دل کو چین وسکون نصیب ہوتا ہے اور نہ عورت ہی خوشحالی کی زندگی بسر کر پاتی ہے، جو جسموں کا ملاپ ضرور ہوتا ہے مگر ایسے ہی جیسے کہ دریائے تلخ وشیریں آپس میں ملتے ضرور ہیں مگر اس وصال میں بھی دونوں کے درمیان صدیوں کا فاصلہ ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

(۲) فخر و مباہات

مہر زیادہ متعین کرنے میں جہاں لڑکی والوں کے مختلف مقاصد اور مختلف نیتیں ہوتی ہیں وہیں پر ذہنیت اس طرف بھی کارفرما ہوتی ہے کہ اگر مہر زیادہ ہونگے تو ان کا سر اونچا ہو جائیگا، لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت اور بڑائی کا سکہ بیٹھ جائیگا، اس فخر و غرور میں دولہا کو بار گراں کے نیچے دبا دیا جاتا ہے، کچھ لوگوں کے دماغوں میں یہ بات بھی رہتی ہے کہ اگر مہر زیادہ رہیں گے تو لڑکے پر ایک طرح کا دباؤ رہیگا، اگر بات بگڑ جاتی ہے تو طلاق دینے میں تأمل ہوگا، اگرچہ بظاہر یہ چیز کوئی بری نہیں ہے اور وجوب مہر کی حکمت بھی یہی ہے، لیکن کیا والدین کی یہی سوچ ہونی چاہیئے؟ آخر ان خدشات کو دل میں جگہ دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر نیک خواہشات اور اچھی امیدیں اس مبارک موقع پر واسطہ کرلی جائیں تو کیا حرج کی بات ہے؟۔

اس بارے میں یہ بات ذہن نشیں رہے کہ مہر کی قلیل یا کثیر مقدار

پر طلاق یا عدم طلاق کا مدار نہیں ہوتا ہے، طلاق سے روکنے والی صرف اور صرف ایک چیز ہوتی ہے اور وہ ہے زوجین کے درمیان الفت ومحبت ،جب تک دونوں ایک دوسرے کو دل سے پسند کرتے ہیں دنیا کی کوئی طاقت مرد کو طلاق پر مجبور نہیں کرسکتی ہے چنانچہ نہ جانے کتنے واقعات ہیں کہ گھر والوں نے زبردستی طلاق دلوائی مگر چند سال بعد ہی پھر دونوں نے نکاح کرلیا، یہ محبت کی زنجیر ہوتی ہے جس کو توڑنا آسان نہیں ہوتا ہے لیکن جب یہ ٹوٹ جاتی ہے تو پھر مرد کی نظروں میں ان روپیوں پیسوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے، وہ اپنی تمام جائیداد کو داؤ پر لگا کر بھی اس عورت سے چھٹکارہ حاصل کرلیتا ہے ۔ کتنے ہی واقعات ہیں جو ہر روز ظہور پزیر ہوتے رہتے ہیں، افسوس ہم ان تمام واقعات کو صرف وقت گزاری کے لئے ہی پڑھتے ہیں، کاش ہم ان سے کچھ عبرت بھی حاصل کرتے ۔

(۳) بیوی کو زر خرید باندی سمجھنا

اور اگر یہ بات مان لی جائے اور شوہر زیادہ مہر کی بناء پر بیوی کو

Scanned by CamScanner

طلاق نہ دے پائے تو یہ بسا اوقات خود لڑکی کے لئے اذیت کا باعث بن جائیگی کیونکہ مرد کے پاس مہر کی ادائیگی کا انتظام نہیں ہوگا تو وہ طلاق دینے سے تو واقعتا باز رہے گا لیکن وہ اب عورت کے لئے بھری بندوق بن جائیگا، چوبیس گھنٹے ماتھے پر شکن ڈالے اس کو اپنی ڈانٹ ڈپٹ کا نشانہ بنائیگا، عورت کی آنکھوں میں محبت کی ہلکی سی جھلک بھی محسوس کریگا تو اپنی آنکھوں کو شعلہ بنا کر اس کے جذبات کو دفن کر دیگا، ادھر عورت طلاق بھی حاصل نہیں کر پائیگی، اور اس طرح دونوں میں ایک سرد جنگ جاری رہیگی، ایک دوسرے پر الزام تراشی، طعن و تشنیع، جملہ کشی، میٹھی میٹھی آواز میں دل خراش کچوکے لگانا روزانہ کا معمول ہوگا، جبکہ یہ چیزیں گلے پر چھری پھیرنے سے بھی زیادہ اذیت کا باعث ہوتی ہیں، یہ تمام حالات صرف اس وجہ سے پیدا ہوئے کہ مرد نے ایک بوقت نکاح مرد نے ایک بھاری رقم کی ذمہ داری قبول کی ہے، اس نے معاوضہ دیکر عورت کو حاصل کیا ہے، اس کے دماغ میں یہ بات گھر کر چکی ہوتی ہے کہ اگر وہ مہر کی اس گراں مقدار پر راضی نہ ہوتا اور بھری محفل میں انکار کر دیتا تو کبھی بھی اس عورت کو حاصل نہ کر پاتا، اس لئے مرد اس کو بیوی سمجھنے کے

بجائے زر خرید باندی تصور کرتا ہے اور اس کی حیثیت گائے اور بکری سے زیادہ نہیں ہوتی ہے، کیا ان تمام حالات کے رہتے عورت اس مرد کی پناہ میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتی ہے؟ کیا یہ دونوں خوشی اور غم میں ایک دوسرے کے شریک بن پائینگے؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ قیمتوں کے سایہ میں کبھی محبت پروان نہیں چڑھا کرتی ہے، صرف اور صرف نفرتوں کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔

(۴) فواحش کا فروغ

یہ تو نکاح کے بعد کے حالات ہیں جن سے مرد وعورت کا سامنا ہوتا ہے لیکن جب تماشا ہوتا ہے تو دنیا دیکھتی ہے، کتنے ہی مرد اور نوجوان ہیں جو ان حالات کو دیکھتے ہیں، شوہر کی روتی ہوئی تصویر ان کے سامنے ہوتی ہے، مال و دولت کی بہتات ان کے پاس نہیں ہوتی ہے کہ وہ مہر کی کثیر مقدار ادا کرنے پر قادر ہو سکیں اب نکاح کے ارادے سے ہی ان کے دل کانپ جاتے ہیں، عورتوں کے خلاف نفرت دل میں بیٹھ جاتی ہے اور وہ بحیثیت ایک بیوی کے کسی عورت کا وجود برداشت نہیں کرتے

Scanned by CamScanner

،اب یہ نوجوان خواہش نفس کو پورا کرنے کے نت نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں، کبھی ہاتھ کو اس کا آلہ بنایا جاتا ہے اور مشت زنی کر کے خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، کبھی زنا جیسے قبیح فعل کا ارتکاب کرتے ہیں تو کبھی لڑکوں سے بدفعلی حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ منہ کالا کرتے ہیں، ان تمام اعمال کو کرنے کے بعد بھی آدمی کو سکون حاصل نہیں ہوتا، مسلسل ذہنی الجھن کا شکار رہتا ہے اس لئے نشہ آور چیزوں کا استعمال ایسے نوجوانوں کا خاص مشغلہ بن جاتا ہے، اب ان کی دنیا الگ ہوتی ہے جہاں دین داری کا گذر تک نہیں ہوتا ہے، معاشرہ کی نظروں میں یہ نوجوان حیوانوں سے برے ہوجاتے ہیں اور اس طرح ایک نفرت کو ہوا ملتی ہے۔

(۵) بیماریوں کا ہجوم

کبھی ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اعصاب کے تناؤ کی بناء پر مختلف بیماریاں اس کے گھر ڈیرہ ڈال لیتی ہیں اور وہ نوجوان جو کبھی تندرست وتوانا تھا، پوری بستی میں جس کی بہادری اور شجاعت کے قصیدے پڑھے

Scanned by CamScanner

جاتے تھے ہڈیوں کا ڈھانچا بن جاتا ہے، لوگ اس کے ساتھ ہمدردی دکھانے کے بجائے اس پر طعن وتشنیع اور پھبتیاں کستے نہیں تھکتے، اس کو معاشرہ کا گندہ کیڑا سمجھا جاتا ہے، کوئی اس کے اسباب پر غور نہیں کرتا ہے کہ کن وجوہات کی بناء پر یہ برائیاں معاشرہ میں تشکیل پارہی ہیں، کیا اس کے ذمہ دار وہ والدین نہیں ہیں؟ جو اپنی انا اور جھوٹی شان کو بڑھانے کے لئے اور دوسروں پر اپنی فوقیت ظاہر کرنے کے لئے اتنا بوجھ لڑکے پر لاد دیتے ہیں کہ وہ پوری زندگی اس سے سبکدوش نہیں ہو پاتا ہے، کیا ایسے والدین نے کبھی قرآن کریم کی اس آیت پر بھی غور کیا ہے "ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوالھم عذاب الیم فی الدنیا االآخرۃ "(یقیناً وہ لوگ جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے انکے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے) اور اپنی جانب سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرنا جو برائی کے پھیلنے کا سبب بن جائے یہ بھی برائی کو پسند کرنا ہے۔

(۶) غرباء کو ان کے حق سے محروم کرنا

الحاصل مہر زیادہ متعین کرنے کا نتیجہ کیا نکلا؟ سوائے اس کے کہ نو

جوانوں کی ایک کثیر تعداد کو ان کے فطری حق سے محروم کر کے غلط راہ اپنانے پر مجبور کر دیا جائے، معاشرہ کے بدحال اور کمزوروں کو یہ تاثر دیا جائے کہ تم غریبی کی بنیاد پر اس سنت کو ادا کرنے کے حقدار نہیں، صرف مالدار اور صاحب حیثیت لوگ ہی اس کے اصل حقدار ہیں، کیا یہی اسلامی معاشرت اور اسلامی تعلیمات ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو امت کے ہر ہر فرد کا خیال رکھتے ہوئے اپنی زندگی کے شب و روز گذارے ہیں اور ہر فرد بشر کے لئے نمونہ چھوڑا ہے، پھر ہم ایسا کام کیوں کریں کہ جس سے غریبوں اور ناداروں کا راستہ بالکل ہی بند ہو جائے اور نکاح جیسی عظیم نعمت سے امت کا ایک خاصا طبقہ محروم ہو جائے۔

امہات المومنین کے مہر کی تفصیل

حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے معلوم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو جو مہر دیا وہ کتنا تھا؟ تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپ

نے اپنی بیویوں کے لئے جو مہر مقرر فرمایا تھا وہ بارہ اوقیہ اور اور ایک نش تھا (ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے اور نش نصف اوقیہ یعنی بیس درہم کے برابر، اس حساب سے ساڑھے بارہ اوقیہ کے پانچسو درہم ہوتے ہیں)۔ یعنی نبی کریمؐ کے یہاں اگرچہ مہر کی کوئی ایک مقدار متعین نہیں تھی بلکہ مختلف مراحل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے مہروں میں کمی زیادتی کی ہے لیکن تمام ازواج کے مہر پانچسوں درہم کے قریب قریب ہوتے تھے، جس کی تفصیل یہ ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ

سیرت ابن ہشام میں مذکور ہے کہ حضرت خدیجہؓ کا مہر پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ متعین کئے گئے اور چونکہ حضورؐ اس وقت تک اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ رہا کرتے تھے اس لئے انہوں نے ہی یہ مہر اپنے پاس سے ادا کیے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ کا تھا، اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اس حساب سے بھی

Scanned by CamScanner

کل پانچ سو درہم مہر متعین ہوا ، ایک قول یہ ہے کہ ابو طالب نے بیس اونٹ مہر مقرر کیا یا ان کی قیمت ، اور ابن نوفل کے خطبہ میں چار سو مثقال چاندی کا ذکر موجود ہے ، اگر ان تمام اقوال کو دیکھا جائے تو تقریبا پانچ سو درہم ہی بنتا ہے کچھ کمی زیادتی کے ساتھ (اصح السیر ۶۱۰)۔

ام المومنین حضرت سودہؓ

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چار سو درہم مہر پر ہوا ، (ذخیرہ معلومات)۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

حضرت عائشہ کا مہر بھی چار سو درہم مقرر رہا۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ

حضرت صفیہؓ کے متعلق متفق علیہ روایت ہے "جعل عتقہا صداقہا" یعنی ان کے عتق اور آزادی کو حضورؐ نے ان کا مہر قرار دیا۔ (اصح السیر)

حضرت زینب بنت خزیمہؓ حضرت میمونہؓ

ان دونوں ازواج مطہرات سے نبی کریمؐ نے پانچ سو درہم مہر

پر نکاح فرمایا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں کچھ سامان دیا جس کی قیمت دس درہم تھی، اور ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک بستر بھی دیا جس میں بجائے روئی کے کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اور ایک رکابی، ایک پیالہ اور ایک چکی تھی (سیرت المصطفیٰ)

حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت سودہؓ

ان تینوں امہات المومنینؓ کا مہر چار چار سو درہم متعین ہوا۔ (سیرۃ المصطفیٰ) حضرت جویریہؓ کا جو چار سو درہم مہر متعین ہوا یہ دراصل ان کی آزادی کی قیمت تھی جو حضورؐ نے ادا فرمائی، دوسرا قول آپؓ کے مہر کے متعلق یہ ہے کہ بنو مصطلق کے ہر غلام کی آزادی مہر قرار پائی (سیر اعلام النبلاء)۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ

سب سے زیادہ مہر حضرت ام حبیبہؓ کا مقرر کیا گیا جس کی مقدار

Scanned by CamScanner

چار ہزار درہم یا دینار ہیں، یہ مہر شاہ حبشہ نے خود متعین کیا اور حبشہ ہی میں آپ کا نکاح کیا اور خود اپنی ہی جانب سے مہر کی ادائیگی بھی کی جیسا کہ روایت میں ہے "عن ام حبیبة انها كانت تحت عبيد الله بن جحش فمات بارض الحبشة فزوجها النجاشي النبي صلى الله عليه وسلم وامهرها عنه اربعة آلاف درهم" اس روایت میں مہر کی مقدار چار ہزار درہم بتائی گئی ہے لیکن مستدرک وغیرہ کی روایت میں چار ہزار دینار مذکور ہے اور اصحاب نقل و روایت نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (معارف الحدیث: ۷، ۲۶)

اس تفصیل سے ہر مسلمان سبق لے سکتا ہے کہ بے جا اسراف و تکلفات سب ہمارے نبی کے طریقے کے خلاف ہیں، آپؐ نے ہر ہر موقع پر اعتدال کی تعلیم دی ہے اور خود اس پر عمل بھی کیا ہے، آپ اگر چاہتے تو دنیا کے خزانے مہر میں لٹا سکتے تھے، آپؐ کے ایک اشارہ پر صحابہ کرامؓ دنیا کی دولت لا کر قدموں میں جمع کر دیتے مگر آپؐ نے امت کی تعلیم کے لئے ہلکا پھلکا مہر متعین فرمایا، صرف حضرت ام حبیبہؓ کے مہر کو

کچھ زیادہ کہا جا سکتا ہے لیکن اولا تو یہ خود بادشاہ نے مقرر کیا جو اس کی شان اور حیثیت کے عین مطابق تھا پھر اس نے خود ہی ادائیگی بھی کی لہذا اس کو لے کر ہم اعتراض نہیں کر سکتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ یہ مقدار بظاہر کتنی ہی زیادہ نظر آرہی ہو لیکن کم از کم ہمارے معاشرے اور ملک کے رواج سے پھر بھی کم ہے، اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کو اپنا نصب العین بنائے، اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مہر کی مقدار زیادہ رکھنے سے پرہیز کریں اور "خسر الدنیا والآخرۃ" کا مصداق بننے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

مہر کی ادائیگی

قرآن وحدیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر محض رسمی، فرضی اور زبانی جمع خرچ کی چیز نہیں ہے کہ بوقت نکاح رجسٹر میں درج ہو جائے اور کام ختم ہو گیا بلکہ اس کی ادائیگی لازم اور ضروری ہوتی ہے قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد موجود ہے "وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً" نساء/آیت/۴ (تم اپنی بیویوں کے مہر خوش دلی سے ادا

Scanned by CamScanner

کر دیا کرو) مہر بھی دوسروں قرضوں کی طرح ایک قرض ہے اور قرض ادا نہ کرنے والے پر اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے سخت الفاظ میں وعیدیں موجود ہیں، منقول ہے آپ ﷺ اس شخص کی نماز جنازہ تک میں شرکت نہیں فرماتے تھے جو کسی کا قرض لے کر وفات پا گیا ہو اور ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑ گیا ہو، دونوں قرضوں میں فرق ہے تو صرف یہ کہ دوسرے قرض خواہ اپنا حق دانت توڑ کر بھی وصول کر لیتے ہیں اور بے چاری بیوی چونکہ مجبور محض ہوتی ہے اس لئے وصول کرنا تو کجا کہنا بھی اس کے لئے قیامت کھڑی کر دیتا ہے۔

مہر ادا نہ کرنے والے زانی کے مثل ہیں

نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں سخت کلمات ارشاد فرمائے ہیں جو مہر کی ادائیگی کی فکر اور اس کے لئے کوشش نہیں کرتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "ایما رجل تزوّج امرأةً فنوىٰ ان لا یعطیها من صداقها مات یوم یموت وهو زانٍ (فیض القدیر رقم الحدیث ۲۹۵۲) "مطلب یہ کہ جو شخص ادائیگی مہر کے متعلق پہلے ہی

سے بدنیت ہے، اس نے مہر کا اقرار تو کرلیا ہے لیکن دل میں یہ خیال ہے کہ "بس یہ تو رسمی اور زبانی بات ہے دینے دلانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے" تو وہ شخص ایسا گنہ گار ہے کہ قیامت کے دن زنا کا مجرم قرار دیا جائیگا۔ اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے بھی نقل کی ہے "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أیما رجل تزوج امرأة علی ماقلّ من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی اللہ یوم القیامة وهو زانٍ" اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں جس میں ان لوگوں کے لئے آگاہی ہے جو مہر کو محض رسمی چیز سمجھتے ہیں اور اس کی ادائیگی کی کوئی فکر نہیں کرتے۔

مہر ادا نہ کرنے کی نیت رکھنے والا خائن اور چور ہے

کنز العمال کی حدیث میں ایک جز اور ہے، وہ یہ کہ اگر کوئی کسی سے کچھ مال خریدے اور اس کی قیمت ادا کرنے کی نیت نہ رکھے، یا کسی کا کچھ قرض ذمہ میں واجب ہو اور وہ اس کی ادائیگی کی نیت نہ رکھے یا کسی

Scanned by CamScanner

سے کچھ قرض لیا اور اس کو ادا نہ کرنا چاہتا ہو، تو وہ شخص موت کے وقت اور قیامت کے روز خیانت کرنے والا اور چور ہوگا، اور ظاہر ہے کہ مہر بھی دین (ذمہ میں واجب حق) ہی ہے جب اس کے ادا کی نیت نہ ہوگی حدیث کے اس جز کے اعتبار سے یہ شخص خائن اور چور بھی ہے۔

کیا بوقت نکاح مہر کی ادائیگی ضروری ہے

مہر دو قسم کا ہوتا ہے (۱) معجّل (۲) مؤجل، مہر معجّل وہ مہر کہلاتا ہے جو فوراً واجب الاداء ہوتا ہے، اگر نکاح کے وقت اس بات کی شرط لگادی گئی کہ مہر معجّل ہوگا یعنی فوری طور پر ادائیگی ضروری ہے تب تو اسی وقت ادا کرنا لازم ہوگا، خواہ مجلس نکاح میں ہی ادائیگی کردے یا پھر جب عورت کے پاس جائے تب ادا کردے، یا معجّل کی قید تو نہیں لگائی البتہ عندالطلب کی قید لگادی ہے تو بیوی جس وقت بھی طلب کرے گی اسی وقت ادائیگی ضروری ہوگی، ادا نہ کرنے سے شوہر گنہگار ہوگا اور عورت اگر چاہے تو شوہر کو جماع سے بھی روک سکتی ہے مرد اس کے ساتھ زبر

Scanned by CamScanner

دستی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا، اگر عورت اپنا حق خود وصول کرنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ مرد کو جماع سے روک سکتی ہے تو صاحب حیثیت اور بااثر لوگوں کے ذریعہ اپنا حق وصول کرے۔

مہر موَجل وہ کہلاتا ہے جو فوراً واجب الاداء نہ ہو، مہر کے موَجل ہونے کی صورت میں اگر ادا کرنے کی کوئی مدت عقد کے وقت متعین ہوگئی ہو، مثلاً دو سال یا پانچ سال وغیرہ، تو اس مدت کے اندر مہر ادا کرنا ضروری ہے، اور اگر کوئی مدت متعین نہیں ہوئی تھی، تو جب بیوی مہر کا مطالبہ کرے اور شوہر اس کی استطاعت رکھتا ہو تو مطالبہ کے وقت مہر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ مہر شوہر کے ذمہ دین ہے، اور جب بھی دین والا دین کا مطالبہ کرے، اس کا ادا کرنا واجب ہے، اگر بوقت مطالبہ شوہر کے پاس گنجائش نہ ہو تو جس وقت بھی وہ صاحب استطاعت ہو ادا کردے۔

قسط وار مہر کی ادائیگی

اگر مہر کی مقدار زیادہ ہے مرد ایک ساتھ ادا کرنے کی طاقت

Scanned by CamScanner

نہیں رکھتا ہے تو وہ اپنی بیوی کو اس بات پر راضی کرلے کہ ان روپیوں کی ادائیگی قسط وار کرتا رہے اگر عورت اس پر راضی نہ ہو تو درمیان میں کچھ لوگوں کو ڈال کر راضی کرلے اس کے باوجود وہ راضی نہیں ہوتی ہے تو اگر مہر معجّل تھا تب تو جیسے بھی ہو اس کے مطالبہ پر ادائیگی کرنی ہی ہوگی اور اگر معجّل کی قید بوقت نکاح نہیں لگائی گئی ہے بلکہ مطلقاً ادھار رکھا گیا تھا تو عورت کو طلاق سے پہلے یا شوہر کی وفات سے پہلے مانگنے کا حق نہ ہوگا، وفات کے بعد اس کے ترکہ میں سے مہر ادا کئے جائیں گے۔

بوقت ادائیگی گواہوں کا ہونا

مہر ادا کرنے کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر بعد میں خدا نخواستہ اختلاف پیدا ہو جائے، ایک فریق کا دعویٰ ہو کہ مہر ادا کردیا گیا ہے، اور دوسرے فریق کو اس سے انکار ہو تو اس وقت اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے چونکہ گواہوں کی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے بہتر ہے کہ مہر دیتے وقت گواہ بھی رکھ لئے جائیں۔

Scanned by CamScanner

بوقت نکاح مہر متعین نہیں ہوا

نکاح کے وقت میں مہر کا تذکرہ نہیں کیا گیا، یا تو بھول ہوگئی یا قصداً اس کو چھوڑ دیا گیا، اب لڑکا مہر ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ میاں بیوی دونوں کسی مقدار پر راضی ہو گئے، کہ اتنی رقم مہر کے طور پر مرد عورت کو دیگا اور عورت نے اس پر رضامندی کا اظہار کر دیا، تو اب وہی مقدار مہر میں ادا کی جائیگی جس پر دونوں نے اتفاق کیا ہے، دوسری صورت یہ ہے، کہ دونوں کے درمیان اس کا کوئی تذکرہ ہی نہیں آیا، یا تذکرہ تو ہوا مگر بیوی اس مقدار پر راضی نہیں ہوئی، تو اب اس عورت کو مہر مثل دیا جائیگا، یعنی اس کے خاندان میں جتنا مہر عام طور پر مقرر کیا جاتا ہے اس کو بھی اتنا ہی مہر دے دیا جائیگا۔

نکاح خواں نے بھول کر مقدار مہر بڑھا دی یا کم کر دی

اگر لڑکی والوں کی طرف سے مہر کی مقدار کچھ اور متعین کی گئی ، لیکن نکاح خواں نے بھول کر نکاح پڑھاتے وقت اس مقدار کو بڑھا دیا یا

Scanned by CamScanner

کم کر دیا، مثلاً لڑکی والوں نے پانچ ہزار روپے متعین کئے اور نکاح خواں نے دس ہزار زبان سے کہے، اور لڑکے نے اس کو قبول کرلیا تو اب مہر دس ہزار ہی ادا کرنا ضروری ہوگا، اسی طرح اگر نکاح مقدار کم کر دے اور لڑکی کا وکیل خاموش رہے تو یہ کمی بھی معتبر مانی جائے گی، کیونکہ مہر کی وہی مقدار واجب ہوتی ہے جو بوقت نکاح طے پائے۔

نکاح کے بعد مہر میں کمی زیادتی کرنا

بوقت نکاح جو مقدار مہر کی طے ہوئی ہو اصلاً تو وہی مقدار ادا کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن اگر میاں بیوی مل کر اس مقدار کو کم یا زیادہ کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے، جیسے مہر دس ہزار روپے طے ہوا اور شوہر بیوی کو بیس ہزار کے ذریعہ ادائیگی کرے تو درست ہے، یا بیوی شوہر سے صرف پانچ ہزار وصول کرے اور باقی پانچ ہزار معاف کر دے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

زیورات کے ذریعہ ادائیگی مہر

لڑکے والوں کی طرف سے شادی کے موقع پر ہمارے عرف میں

Scanned by CamScanner

زیورات بنانے کا عام رواج ہے، اگر کوئی ان زیورات کے ذریعہ سے مہر کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے۔ (جس کی ایک شکل تو یہ ہے کہ نکاح میں زیور ہی کو مہر بنایا گیا، دوسری شکل یہ ہے کہ مہر تو کوئی اور چیز تھی مثلاً نقدی یا کچھ اور سامان لیکن شوہر اس نقدی کے عوض اور مہر میں جو کچھ بھی طے ہوا ہے اس کے عوض اپنا بنایا ہوا زیور بطور مہر کے بیوی کو دے دے) یا اس کے علاوہ کسی اور موقع پر شوہر نے بیوی کو زیورات بنائے اور وہ ان کو مہر کے طور پر دینا چاہتا ہے تو اس سے بھی مہر کی ادائیگی ہو جاتی ہے، البتہ یہ مناسب ہے کہ نکاح کے وقت یا دوسرے موقع پر یہ صراحت کر دی جائے کہ یہ زیورات مہر کے طور پر دیئے جا رہے ہیں، تاکہ بعد میں چل کر کچھ نزاع کا اندیشہ نہ رہے

سالوں بعد مہر کی ادائیگی

ایک آدمی کی شادی بیس سال قبل ہوئی اور سونے کی کوئی مقدار مہر کے طور پر متعین ہوئی یا مہر فاطمی طے ہوا اب یہ آدمی مہر کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے، تو اگر سونا یا چاندی ادا کر رہا ہے تب تو وہی متعینہ مقدار ادا کر دے، اور اگر وہ انکی قیمت دینا چاہتا ہے تو موجودہ قیمت کا اعتبار کیا

Scanned by CamScanner

جائے گا بیس سال قبل کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا، مثلاً بیس سال قبل مہر فاطمی پندرہ ہزار روپے ہوتا تھا اور آج کے حساب سے تقریباً ساٹھ ہزار روپے بنتا ہے تو اس مرد کو ساٹھ ہزار روپے ادا کرنا ضروری ہوگا، ہاں اگر مہر فاطمی مقرر ہوا تھا اور اسی وقت اس کی قیمت بھی کھول دی گئی تھی ،یعنی یہ بات طے ہوگئی تھی کہ مہر فاطمی پندرہ ہزار روپے بنتا ہے ،لہٰذا عورت کا مہر فاطمی ہے جو اتنی قیمت کا ہے،تو ادائیگی کے وقت اب پندرہ ہزار روپے دینے ہی کافی ہوجائیں گے۔

متعینہ چیز کے علاوہ کوئی اور چیز مہر میں دینا

جو چیز مہر میں متعین ہوئی ہو اسی کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے یا کسی اور چیز کے ذریعہ سے بھی مہر ادا ہو جائے گا اس کا معاملہ عورت کی رضامندی پر ہے،اگر عورت کوئی دوسری چیز لینے پر راضی نہ ہو تو بعینہ وہ چیز مہر میں ادا کی جائے گی جو بوقت نکاح طے ہوئی ہے،مثلاً مہر دس ہزار روپے متعین ہوا،تو دس ہزار کی ادائیگی ہی ضروری ہوگی،اگر شوہر نے

Scanned by CamScanner

دس ہزار کی مالیت کی کوئی اور شے عورت کو دی اور یہ کہا کہ یہ مہر میں تھی ،تو اس سے مہر ادا نہ ہوگا،ہاں البتہ اگر عورت اپنی خوشی سے دوسری چیز لینے پر راضی ہوگئی ہو تو اب مہر ادا ہو جائیگا بغیر عورت کی رضامندی مہر دوسری چیز دے کر ادا نہیں ہوگا۔

ہر چیز مہر بن سکتی ہے

مہر کے لئے کسی خاص مالیت کی شرط نہیں ہے ،نقدی ،زیور ، زمین، مکان، دکان، جانور، ہر ذخیرہ ہونے والی شے کو مہر قرار دیا جا سکتا ہے،اسی طرح عورت کی رضامندی سے ہر چیز کے ذریعہ ادائیگی ہو سکتی ہے چاہے مہر میں وہی چیز مقرر ہوئی ہو یا کوئی اور چیز۔

نکاح کے فوراً بعد شوہر کا انتقال ہو گیا

اگر نکاح کے فوراً بعد شوہر کی وفات ہو جائے تب بھی شوہر کے متروکہ مال میں سے عورت کا مکمل مہر ادا کیا جائیگا، جو حکم میت کے ذمہ باقی رہ جانے والے دوسروں قرضوں کا ہے وہی حکم مہر کا بھی ہے، اور اس عورت پر عدت وفات بھی لازم ہوگی کیونکہ عدت کا مقصد شوہر کی وفات

Scanned by CamScanner

پر حزن وغم کا اظہار ہے، اور وہ اس کے حق میں بھی پایا جاتا ہے۔

مطلقہ غیر مدخولہ کا مہر

اگر بیوی سے ہم بستری ہونے سے قبل ہی طلاق دے دی گئی تو اس کی دو شکلیں ہیں (۱) مرد اور عورت کے درمیان ایسی تنہائی ہوئی ہو جس میں وطی سے کوئی مانع موجود نہ ہو، (۲) دونوں کے درمیان تنہائی نہ ہوئی ہو یا تنہائی تو ہوئی مگر وطی سے کوئی مانع موجود تھا مثلاً بیوی سخت بیمار تھی یا وہ حالت حیض میں تھی وغیرہ، پہلی صورت میں عورت کو مکمل مہر ادا کیا جائیگا اور دوسری صورت میں آدھا مہر دیا جائیگا۔

مہر میں کمی وزیادتی کرنا

اگر نکاح کے بعد میاں بیوی آپسی رضامندی سے مہر میں کمی زیادتی کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے، شوہر چاہے تو مہر کی رقم میں اضافہ کرسکتا ہے، اور بیوی بھی اگر چاہے تو اپنے مہر کی مقدار کم کرسکتی ہے، اور اگر اس کے پیچھے زوجین کے معاشی حالات کارفرما ہوں، مثلاً عورت محسوس کرے کہ شوہر کے معاشی حالات ایسے نہیں کہ وہ پورا مہر ادا

Scanned by CamScanner

کر سکے اور اس بناء پر اس نے مہر کا کچھ حصہ معاف کر دیا تو ظاہر ہے کہ یہ بہتر طریقہ ہے اور صلہ رحمی میں داخل ہے۔

عورتوں کا مہر مانگنا کوئی عیب نہیں

ایک خرابی ہمارے معاشرے میں یہ بھی ہے عورتیں مہر کے مطالبے کو یا بغیر مطالبہ بھی لینے کو عیب سمجھتی ہیں، اور اگر کوئی ایسا کرلے تو پھر پورے محلے میں اس کو بدنام کرتی پھرتی ہیں، جب اپنے حق واجب کا طلب کرنا اور وصول کرنا شرعاً کچھ عیب نہیں تو محض اتباع رسم سے اس کو عیب سمجھنا گناہ سے خالی نہیں۔

مہر و نان ونفقہ دونوں الگ الگ حقوق ہیں

بعض عورتوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر ہم مہر لے لیا تو پھر شوہر کے ذمہ ہمارا کوئی حق نہ رہے گا، یعنی نان ونفقہ اور دیگر حقوق معاشرت سب ساقط ہو جائیں گے، اور اس اعتقاد باطل کا یہ اثر ہوتا ہے کہ شوہر مہر ادا کرتا ہے مگر بیوی لینے سے انکار کر دیتی ہے اور اپنے اس حق کو معاف بھی نہیں کرتی جس کی وجہ سے شوہر پریشان رہتا ہے کہ آخر وہ اپنے فرض

Scanned by CamScanner

سے کیسے سبک دوشی حاصل کرے ، ایسا اعتقاد بھی غلط ہے ، یہ دونوں حقوق الگ الگ ہیں ، ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے ، مہر لینے سے دوسرا کوئی حق ساقط نہیں ہوتا ہے۔

دین مہر مانع وجوب زکوۃ نہیں

کچھ لوگ مہر کو مانع وجوب زکاۃ سمجھتے ہیں ، یعنی جس شخص کے ذمہ مہر واجب ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ میں اتنے کا قرض دار ہوں ، اس لئے مجھ پر اتنے مال کی مقدار پر زکوۃ واجب نہیں ، شرعی مسئلہ یہ نہیں ہے ، اصل مسئلہ یہ کہ مہر لازم ہوتے ہوئے بھی کل مال میں زکوۃ واجب ہوتی ہے اگر چہ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہوا ہے مگر راجح یہی ہے کہ دین مہر وجوب زکوۃ سے مانع نہیں ہے ، چنانچہ علامہ شامیؒ نے اقوال نقل فرمانے کے بعد کہا ہے "زاد القهستاني عن الجواهر والصحيح انه غير مانع" (شامی ۲)

جبراً مہر معاف کرانا

کچھ لوگ مہر دینا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کو اس بات کا بخوبی علم

Scanned by CamScanner

ہوتا ہے کہ یہ ہمارے ذمہ لازم ہیں اب وہ اس کی معافی کے لئے حیلے
تلاش کرنا شروع کردیتے ہیں مثلاً عورت سے شب زفاف زبردستی
معافی کے الفاظ کہلاتے ہیں، عورت چونکہ اجنبی لوگوں میں آتی ہے اس
لئے ڈری ہوئی اور سہمی ہوئی ہوتی ہے کسی کے طرز زندگی سے واقف نہیں
ہوتی اس لئے چاروناچار کہہ دیتی ہے کہ ہاں میں نے مہر معاف کردئے
اس طرح زبردستی مہر معاف کرانے سے معافی نہیں ہوتی ہے، آیت اور
حدیث میں "طیب نفس" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے "طیب قلب" نہیں
کہا گیا ہے یعنی خوش دلی سے دینا کافی نہیں بلکہ نفس کی خوشی اور
رضامندی ضروری ہے اس لئے ایسے موقع پر دیکھنا چاہئے کہ کیا واقعی
عورت نے بخوشی مہر معاف کردیا ہے ؟ لیکن شاید ایسا نہ ہو اس لئے کہ
مال و دولت ہر نفس کو عزیز ہوتی ہے مگر وہ بے چاری اس وقت کر بھی کیا
سکتی ہے، اگر وہ معاف نہ کرے تو الفت و محبت اور خوبصورت رنگوں سے
بھی یہ رات نفرت میں تبدیل ہو جائے، اس لئے علماء نے اس کا یہ معیار
بتلایا ہے کہ عورت کے ہاتھ پر مہر کی رقم رکھدی جائے وہ اپنے ہاتھ سے

Scanned by CamScanner

پورا یا تھوڑا شوہر کو دیدے تو یہ رضائے نفس سے دینا ہوگا۔

اسی طرح مرد مہر ادا کرنے کے بعد پھر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈال کر واپس لینا چاہے تو بھی درست نہیں ہے، اس کے لئے صرف اسی وقت یہ روپے استعمال کرنا صحیح ہوسکتا ہے جبکہ عورت اپنی مرضی سے اس کو دیدے۔ اگر عورت مرد کے کہے بغیر خود ہی مہر معاف کر دیتی ہے تب بھی درست ہے۔

شوہر کی وفات کے بعد مہر معاف کرانا

ہمارے یہاں یہ بھی ایک دستور ہو چلا ہے کہ شوہر اپنی زندگی میں تو مہر ادا نہیں کرتا ہے اور جب اس کا انتقال ہو جاتا ہے تو عورتیں بیوی کو پکڑ کر شوہر کی نعش کے پاس لاتی ہیں اور اس سے مہر معاف کراتی ہیں ، اس طرح زبردستی معاف کرانے سے معافی نہیں ہوتی ہے، اگر عورت کسی جبر و دباؤ کے بغیر معاف کرے تب ہی مہر معاف ہوگا ورنہ نہیں ، اس سے قطع نظر یہ بات کتنی نامناسب ہے ترکہ تو دوسرے ورثہ تقسیم کرلیں اور مہر کو دباؤ ڈال کر معاف کرالیں ، جس طرح میت کے ترکہ

سے دوسرے قرض ادا کئے جائیں گے اسی طرح مہر بھی ادا کیا جائیگا۔

ولی کا مہر پر قبضہ کرنا

بعض علاقوں میں زمانہ جاہلیت والی رسم اب بھی جاری ہے کہ عورت کا مہر عورت کو نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے ورثاء اپنا حق سمجھ کر اس کو دبا لیتے ہیں یہ سراسر ظلم ہے، مہر عورت کا حق ہے اسی کو ملنا چاہئے، اس کے سرپرست یا اولیاء کو اس پر قابض نہ ہونا چاہئے اس کی مرضی کے خلاف کسی کو بھی مہر میں تصرف کا حق نہیں ہے حتیٰ کہ شوہر کو بھی قرآن کریم میں ارشاد ہے "فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا" (نساء/آیت/۴) اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دیں اپنی خوشی سے تو تم اسے بے تکلف مزے سے کھا سکتے ہو، نیز حدیث شریف میں ارشاد ہے "الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرأ الا بطیب نفس منه" خبردار ظلم مت کرو، خبردار کسی کا مال طیب نفس کے بغیر دوسرے کو حلال نہیں ہے۔

تمت بعون الله عز وجل

Scanned by CamScanner

مؤلف کی دیگر تالیفات

(۱) **دعا اور صاحب دعا**: جس میں دعا کی فضیلت، قبولیت کی علامات عدم قبولیت کے اسباب، قبولیت کے شرائط، وغیرہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۲) **تحفۃ المدارس**: یہ کتاب مدارس اسلامیہ اور اسلامی اسکولوں کے ابتدائی طلبہ کے لحاظ سے لکھی گئی ہے جس میں احادیث مبارکہ، واجباب وسنن اور روزمرہ کی دعائیں درج کی گئی ہیں نیز اسلامی عقائد جن سے عموماً طلبا بلد ہوتے ہیں وہ بھی درج کیے گئے ہیں اور مختصر مسائل کا ذخیرہ بھی رکھا گیا ہے۔

(۳) **فضائل اذان واقامت**: اس کتاب میں فضیلت اذان واقامت ،موذنین کی فضیلت، اس کے شرائط، اذان واقامت کے مسائل اور اذان واقامت میں ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے

(۴) **فضیلت توبہ واستغفار**: یہ کتاب اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ اور مغموم لوگوں کے لئے اچھی مونس وغم خوار اور اللہ کے حضور میں توبہ واستغفار کرنے والے حضرات کے لئے بہترین ہادی ورہبر ہے۔

(۵) **عورتیں وراثت سے محروم کیوں**: اس کتابچہ میں عورتوں کی وراثت کے تعلق سے تسلی بخش بحث کی گئی ہے۔

Scanned by CamScanner